ضرورت مند افراد کو قرض فراہم کرتا ہے، آج کل روائتی بینک ان قرضوں پر سود وصول کرتے ہیں، اور اپنے امانت دار کو کم شرح سود پر سود دیتے ہیں، اور سود کا یہ درمیانی فرق بینکوں کا نفع ہوتا ہے۔(۱)

انگریزوں کی سرمایہ پرستی پالیسی:

یورپ میں چودھویں صدی میں لوگوں نے چوری، ڈاکے سے محفوظ رہنے اور اپنی قیمتی اشیاء رقم اور سونے چاندی کے جواہرات یہودی سرمایہ داروں کے پاس ان کے محفوظ لاکروں میں رکھنا شروع کیا۔ مگر جدید بینکاری کا آغاز یورپ کے ملک اٹلی میں سترہویں صدی میں ہوا۔ دنیا کا سب سے پہلا بینک سویڈن میں 1656ء میں قائم ہوا اور شروع میں بینک رقم کی رسید کے عوض پرامیسری نوٹ رسید کے طور پر دیتے تھے جس نے بعد میں چیک کی شکل اختیار کرلی۔ جدید بینکاری کے اوائل ادوار میں یہودی مہاجن اپنے لاکرز میں قیمتی اشیاء اور سونا رکھنے کے عوض ''کرایہ'' یا ''سروس چارجز'' کے نام پر ''کھاتے دار'' یا لاکرز ہولڈر'' سے رقم وصول کیا کرتے تھے مگر جب انہیں یہودی مہاجنوں اور صرافوں نے ان رقوم کو سرمایہ کاری اور تجارت کے لئے استعمال کیا اور ان یہودی تاجروں میں لوگوں سے رقم لینے کا مقابلہ شروع ہوا تو اس رجحان نے ایک نیا رخ اختیار کیا اور اب رقوم کو یہودیوں یا صرافوں کے پاس جمع کرانے کے عوض سروس چارجز کی جگہ سود یا منافع لینے کا رواج شروع ہوگیا اور اس طرح جدید بینکاری کا باقاعدہ آغاز سترہویں (1700) صدی میں یورپ سے ہوا۔ بینک کا لفظ "Bancus" یا "Banque" سے نکلا ہے جو اطالوی زبان کا لفظ ہے جس سے مراد بینچ تھے جن پر اٹلی کے یہودی تاجر بیٹھ کر لین دین اور کاروبار کیا کرتے تھے۔ بعض روایات کے مطابق یہ جرمن لفظ "Back" سے نکلا ہے جس کے جرمنی زبان میں معنی ''مشترکہ فنڈ'' کے ہیں اور جب جرمنوں نے اٹلی فتح کیا تو ''بینک'' کا لفظ یہودی مہاجنوں اور صرافوں کی ان دکانوں کے لئے مستعمل ہوا جس میں وہ لوگوں کی امانتیں، رقوم اور قیمتی اشیاء لاکرز میں رکھتے تھے اور جو ''کارپوریٹ مارک اپ'' اور "Time Price of Money" کی بنیاد پر صنعتی وتجارتی قرضوں پر لئے جانے والے منافع کے تصور پر مبنی ہے جس میں بینک میں رقم ڈپازٹ کرنے والوں کو بھی منافع دینا بینکاری کے عمل میں شامل ہے اور جس میں بینک جو شرح منافع قرضوں پر حاصل کر رہے ہوتے ہیں وہ بینک دراصل خود اپنی جمع شدہ یا اپنے سرمائے کو قرضہ داروں اور تاجروں اور صنعت کاروں کو نہیں دے رہے ہوتے بلکہ وہ کھاتے داروں کا سرمایہ ہوتا ہے اور بینک ایک ٹرسٹی (Trustee) یا امین کردار ادا کر رہا ہوتا ہے۔ جدید بینکاری کے اس نظام کے وجود میں آنے سے قبل دھات کی کرنسی (Metal Currency) جس کی قدر میں کمی (Devaluation) نہیں ہوتی تھی، کا رواج تھا اور جدید بینکاری کے نظام کی ابتداء سے قبل نہ ہی افراط زر (Inflation) تھا اور نہ ہی کاغذ کی کرنسی (Paper Currency) کا رواج ہوا تھا۔(۲)

موجودہ بینکاری نظام جس کی ابتداء آج سے تین سو سال قبل مغرب میں ہوئی اور پہلے صراف حضرات سونے اور چاندی کے سکے اور دیگر سرمایہ جو عوام سے بطور حفاظت یا ڈپازٹ اپنے پاس رکھتے تھے اس پر کھاتہ داروں سے کرایہ یا معاوضہ وصول کرتے تھے جس طرح آج کل لاکرز کا کرایہ وصول کیا جاتا ہے اور جب اس سونے کے تاجروں کو یہ احساس ہوا کہ ایک خطیر رقم بطور امانت ان کے پاس محفوظ رہتی ہے تو کیوں نہ وہ اس رقم کو سرمایہ کاری و تجارت میں لگائیں۔ اس طرح ایک مقابلہ کی صورت، تجارتی سرگرمی اور موجودہ بینکاری نظام کی ابتداء ہوئی اور پھر سونے کے تاجروں اور بینکوں کی ابتدائی شکل نے اپنے کھاتہ داروں کو منافع بھی ان امانتوں یا بچتوں کے اوپر دینا شروع کر دیا جو حقیقت میں منافع نہیں بلکہ سود تھا جسے اسلام نے ''ربوا'' کہا ہے۔

ان سونے کے تاجروں اور کمپنیوں نے پہلے سرمایہ اپنے کاروبار اور ان کی ترقی میں لگانا شروع کیا اور پھر جب ان کی ضرورت سے بھی رقوم اور سرمایہ بچ جانے لگا تو انہوں نے دوسرے تجارتی اداروں کو منافع پر سرمایہ فراہم کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح کی سود کی بنیاد مستحکم سے مستحکم تر ہوتی چلی گئی اور آج بینکوں میں سود کا کاروبار منافع کے نام پر مختلف شکلوں میں ہو رہا ہے۔

اس طرح ماڈرن بینکنگ سسٹم کی تاریخ صرف 300 سال پرانی ہے اور پھر کاغذی کرنسی کا آغاز بھی ہوا جو سونے اور چاندی کی کرنسی کی جگہ استعمال ہوا مگر چونکہ یہ حقیقی کرنسی نہیں تھی بلکہ علامتی کرنسی تھی اس لئے افراطِ زر اور قوت زر میں کمی کا نقص بھی رکھتی تھی اور اب بینکوں کے منافع میں افراطِ زر اور قوت زر میں کمی کی قیمت بھی شامل ہوگئی۔ جس طرح کہ پاکستان کے بینکنگ نظام میں جہاں ''سود'' کی جگہ ''نفع و نقصان کا بینکنگ نظام'' حکومتی فیصلوں کے مطابق 1984ء سے رائج ہے۔ کھاتہ داروں کو عموماً 8 تا 9 فیصد منافع دیا جاتا ہے لیکن یہاں روپے کی شرح قدر میں کمی اور حقیقی افراط زر کی شرح 18 فیصد ہے اس طرح پاکستان میں بینکوں کے کھاتے دار دس فیصد منفی منافع حاصل کر رہے ہیں۔

جہاں تک قدیم بینکاری کی تاریخ کا تعلق ہے تو بینکوں کا وجود 500 سال قبل مسیح میں یونان اور رومی سلطنتوں میں ملتا ہے، جہاں تک قدیم اداروں کا 500 سال قبل مسیح میں تاریخی وجود کا تعلق ہے وہاں یہ بھی تاریخی حقائق ملتے ہیں کہ یہ قدیم بینک سودی نظام پر کاروبار کرتے تھے اور 500 سال قبل مسیح میں شام اور روم کی بادشاہتوں کی طرف سے سود کی مختلف شرحوں کے نفاذ کے قوانین موجود تھے۔ (۳)

(۳) جدید بینکاری کی اسکیمیں

موجودہ دور میں بینکاری نظام ایک منظم ادارے کی شکل اختیار کر چکا ہے یہ ادارہ مختلف قسم کے فوائد کی تحریص دے کر لوگوں کو اپنی بچت کی رقمیں بینکوں میں جمع کرانے کی ترغیب دیتا ہے۔ پھر وہ اس رقم کو خاصی بڑی شرح سود پر

دوسرے ضرورت مندوں کو قرض پر دے دیتا ہے۔سود سے حاصل ہونے والی اس رقم کے ایک حصے کو تو بینک، ان بچت جمع کرانے والوں کو پیش کر دیتا ہے اور بقیہ رقم سے اپنے اخراجات وغیرہ پورے کرتا ہے۔قرض لینے والا، سود کی شکل میں اصل جوزائد رقم سے اپنے اخراجات وغیرہ پورے کرتا ہے۔قرض لینے والا، سود کی شکل میں اصلِ زر پرادائیگی کے بعد اپنے منافع میں سے زائد رقم بینک کو ادا کرتا ہے وہ بھی اسے اپنی جیب سے نہیں دیتا کیونکہ اس کی جیب تو پہلے ہی خالی تھی جس وجہ سے اسے قرض لینا پڑا۔اس لئے ظاہر ہے کہ بینک سے لی ہوئی رقم جس سے وہ کاروبار کرے گا وہ سود بھی اسی رقم کے منافع کے ایک حصے سے ادا کرے گا۔اس مقصد کے لئے اسے منافع کی شرح زیادہ رکھنی پڑتی ہے جس کا لازمی اثر قیمتوں کے اضافے پر ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جن ممالک میں سودی نظام رائج ہے وہاں دن بدن مختلف اشیاء کے نرخ بڑھتے ہی جاتے ہیں اور اپنی بچت جمع کرانے والے لوگوں کو بینکوں سے جو منافع ملتا ہے وہ اس مہنگائی کی نذر ہو جاتا ہے بلکہ اس مہنگائی کی وجہ سے دن بدن ان کے جمع شدہ سرمائے کی مالی قدر کم ہو جاتی ہے۔

قرآن مجید نے اس حقیقت کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ترجمہ:''اور جو مال تم سودی معاملے میں لگاتے ہو تا کہ لوگوں کی دولت میں جا کر بڑھ جائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑھوتری نہیں ہے۔ہاں جو زکوۃ تم دیتے ہو تا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی دولت کئی گنا ہو جاتی ہے۔''

موجودہ زمانے میں بینکاری نظام بڑی وسعت اختیار کر چکا ہے یہ صرف سودی لین دین ہی نہیں کرتا بلکہ اکثر حالتوں میں یہ ملک کی مالیات کو بھی کنٹرول کرتا ہے اس لئے دنیا کے تمام ممالک میں اسے قانوناً حکومت کی نگرانی میں کام کرنا ہوتا ہے۔حکومت ہی اس کے لین دین کے کاروبار کے لئے سود کی شرح کا تعین کرتی ہے۔

پاکستان میں بینکنگ کمپنیز آرڈی نینس مجریہ 1962ء کی دفعہ 25 کے تحت پاکستان کا مرکزی بینک یعنی اسٹیٹ بینک آف پاکستان کو بینکاری قرضوں کے لین دین کے معاملات اور شرح منافع وغیرہ کو کنٹرول کرنے کے اختیارات حاصل ہیں اور اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے اس اختیار کی سپریم کورٹ آف پاکستان نے بھی ہاشوانی ہوٹلز کیس سمیت دیگر کئی فیصلوں میں توثیق کی ہے۔

(۴) بینک کی مختلف اسکیمیں

فائنانسنگ (تمویل) کے اعتبار سے بینک کی چھ قسمیں ہیں کیونکہ بعض بینک خاص شعبوں میں فائنانسنگ کرتے ہیں، اور بعض عمومی تمویل کرتے ہیں، اس طرح بینک کی اقسام یہ ہیں:

1- زرعی بینک: اسے عربی میں المصرف الزراعی، اور انگریزی میں (Agricultural Bank) کہا جاتا ہے، یہ بینک زراعت کے شعبہ میں قرض فراہم کرتا ہے۔

-2 صنعتی بینک: اسے عربی میں المصرف الصناعی اور انگریزی میں (Industrial Bank) کہتے ہیں۔اس کا کام صنعتی ترقی کے لئے قرضے فراہم کرنا ہے۔

-3 ترقیاتی بینک: اسے عربی میں بنک التنمیۃ اور انگریزی میں (Development Bank) کہتے ہیں، یہ بینک کسی بھی شعبے میں ترقیاتی کاموں کے لئے قرضے دیتے ہیں۔

-4 کوآپریٹو بینک: اسے عربی میں المصرف التعاونی اور انگریزی میں (Co-Operative Bank) کہتے ہیں، یہ بینک امداد باہمی کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے اس کا دائرہ کار ممبران تک محدود ہوتا ہے، جو لوگ اس کے ممبر ہوتے ہیں، انہیں کے ڈیپازٹ ہوتے ہیں انہی کو قرضہ دیا جاتا ہے۔

-5 انوسٹمنٹ بینک: (Investment Bank) اسے عربی میں بینک الاستثمار کہتے ہیں اس سے مراد ایسا بینک ہوتا ہے جس میں ڈیپازٹ متعینہ مدت کے لئے ہوتے ہیں، عام کرنٹ اکاؤنٹ یا سیونگ اکاؤنٹ اس میں نہیں ہوتے، صرف فکسڈ ڈیپازٹ ہوتے ہیں، اور قرضے بھی محدود مدت کے لئے جاری کئے جاتے ہیں، اس سے کم مدت کے لئے قرضے نہیں دیئے جاتے۔

-6 تجارتی بینک: اسے عربی میں البنک التجاری اور انگریزی میں کمرشل بینک (Commercial Bank) کہتے ہیں، یہ بینک عمومی تمویل کا کام کرتے ہیں، کسی شعبے کے ساتھ مخصوص نہیں۔

تجارتی بینک کسی مخصوص کھاتے یا مخصوص تمویل کے لئے مقرر نہیں ہے، بلکہ بقیہ اقسام کے برعکس یہ ایک عام قسم ہے، لہذا اس کے فرائض و وظائف ذکر کرنے سے اس مقالے سے متعلق تقریباً تمام اقسام کے فرائض و وظائف کا احاطہ ہو جاتا ہے، چنانچہ صرف تجارتی بینک کے فرائض و وظائف ذکر کرنے پر اکتفا کرلیا گیا ہے۔

تجاری بینک کے فرائض (Functians of Commercial Bank)

تجاری بینک کے فرائض و مشاغل کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

:1 ابتدائی مشاغل وفرائض (Primary Functions)

:2 ثانوی مشاغل وفرائض (Secondary Functions)

ابتدائی مشاغل کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

-1 امانتوں کی وصولی: اسے بینک کے مطلوبات (Liabilities) کہا جاتا ہے۔

-2 قرضوں کی فراہمی: اسے بینک کے موجودات یا اثاثے (Assets) کہا جاتا ہے۔

(الف) امانتوں کی وصولی: (Receiving Deposits)

امانتوں کی وصولی بینک کے ابتدائی یا بنیادی فرائض میں سے ایک ہے، ان امانتوں کی وصولی دراصل سرمایہ کی

تشکیل کی ایک صورت ہے، عام لوگ اپنی چھوٹی موٹی بچتیں جمع کراتے ہیں اور اس پر سود حاصل کرتے ہیں، اسی طرح تاجر حضرات بھی اپنے کاروباری لین دین کے لئے رقوم جمع کراتے ہیں تجارتی بینک میں سرمایہ تین قسم کے کھاتوں (Accounts) میں جمع کرایا جا سکتا ہے۔(۴)

1- کرنٹ اکاؤنٹ

2- فکسڈ ڈپازٹ (جامد کھاتہ)

3- سیونگ اکاؤنٹ (بچت کھاتہ)

(ب) قرضوں کی فراہمی (Financing/Advancing Loans)

بینک کا سب سے اہم کام لوگوں کو انکی ذاتی ضروریات یا خاص طور پر تجاری ضروریات کے لئے قرضوں کی فراہمی یعنی Advancing Loans ہے۔

یہ قرضے مندرجہ ذیل قسم کے ہوتے ہیں:

بینک کبھی طویل المیعاد قرضے جاری کرتا ہے، ایسے قرضوں کو عربی میں ''التمان طویل الأجل'' انگریزی میں (Loan Term Credit) کہتے ہیں۔

بینک کبھی قصیر المیعاد قرضے جاری کرتا ہے جو عموماً ایک سال سے کم مدت کے ہوتے ہیں، ان کو عربی میں ''ائتمان قصیر الأجل'' اور انگریزی میں (Short Term Credit) کہا جاتا ہے۔

بینک سے لوگ تین قسم کے قرضے لیتے ہیں؛

1- روزمرہ کی تجارتی ضروریات کے لئے قرض لیا جاتا ہے، مثلاً بلوں کی ادائیگی یا تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے قرض لیا جاتا ہے، اس قسم کو (Over Head Expenses) کہتے ہیں۔

2- کاروبار کے رواں اخراجات مثلاً سامانِ تجارت کی خریداری اور خام مال وغیرہ خریدنے کے لئے قرضے حاصل کئے جاتے ہیں، ان کو عربی میں ''تمویل رأس المال العامل'' اور انگریزی میں (Financing Working Capital) کہتے ہیں۔

3- بڑے بڑے منصوبوں کے لئے قرض لیا جاتا ہے، اسے عربی میں تمویل المشاریع'' اور انگریزی میں (Project Financing) کہا جاتا ہے۔

ثانوی مشاغل

ان سے مراد بینکوں کی ثانوی درجہ کے مشاغل یعنی بالمعاوضہ خدمات ہیں کیونکہ تجارتی بینک امانتوں کی وصولی اور قرضوں کی فراہمی کے علاوہ مندرجہ ذیل مفادِ عامہ کی خدمات بھی انجام دیتا ہے، اور ان پر معاوضہ یا فیس وصول کرتا ہے۔(۵)

ا: امانتیں رکھنا اور انکی حفاظت کا اہتمام کرنا بینک اپنے یہاں مقفل باکس (Lockers) رکھتا ہے، جن میں زیورات، اہم کاغذات، دستاویزات، رسیدیں اور دوسری قیمتی اشیاء رکھی جاسکتی ہیں۔

ب: رقموں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا سفری چیک (Travelers Cheque) بینک ڈرافٹ، پے آرڈر، خطوط اعتماد (Letters of credit) اور مختلف قسم کی مالی سندات کے ذریعے بینک چھوٹی بڑی رقموں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی خدمات سرانجام دیتا ہیں، اور اس کا معاوضہ فیصد کمیشن یا فیس کی صورت میں وصول کرتے ہیں۔

ج: بحری اور ہوائی جہازوں، ریل یا موٹر وہیکلز وغیرہ کے ذریعے منگوائے جانے والے تجارتی وغیر تجارتی سامانوں کو اپنے گاہکوں کی نمائندگی کرتے ہوئے چھڑانے، گاہک کی طرف سے اس کی ہدایت کے مطابق ان کی قیمتیں ادا کرنے اور مال کو گاہک تک پہنچانا کی خدمات انجام دے کر بھی بینک معاوضہ حاصل کرتے ہیں۔

د: اپنے گاہکوں کی نمائندگی کرتے ہوئے غیر منقولہ جائیداد کی خرید وفروخت کا معاملہ کرنا، اور اس سلسلے میں قانونی کاروائیوں کی تکمیل کرانا بھی ان بالمعاوضہ خدمات میں سے ہے، جو بینک انجام دے سکتے ہیں۔

ھ: بعض معاصر بینک کاروباری اداروں یا افراد کو نیا کاروبار شروع کرنے یا موجودہ کاروبار کی توسیع وترقی کے سلسلے میں ماہرانہ مشورے دیتے ہیں، اور مشینری، خام مال اور دیگر اشیاء کی خریداری وغیرہ میں ان کی معاونت کرتے اور مشورے دیتے ہیں۔

و: بینک اپنے کھاتے داروں اور گاہکوں کو مالی امور میں مشورے دینے کے علاوہ انکی طرف سے تجارتی حصص کی خرید و فروخت یا ان کے سرمایہ کو مختلف کاروباری اداروں میں لگانے کی خدمت بھی انجام دیتے ہیں۔

بینک کی مذکورہ بالا تمام خدمات بالمعاوضہ ہوتی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ بینک کے تمام مشاغل اور وظائف کو دیکھتے ہوئے اس کی ضرورت اور اہمیت میں اضافہ ہوجاتا ہے، البتہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان وظائف کے شرعی حکم کا جائزہ لے کر دیکھا جائے کہ آیا یہ جائز ہیں یا ناجائز؟

اب ہم ان تمام باتوں کے جواب کے لئے ترتیب سے بینک کے وظائف اور ان کے شرعی حکم کا جائزہ لیتے ہیں، سب سے پہلے بینک ڈپازٹس یعنی بینک کی امانتوں کی وصولی اور اس پر سود کی ادائیگی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

(۳:۵) بینک ڈپازٹس کی حقیقت:

بینک ڈپازٹس (Bank Deposites) جنہیں عربی زبان میں الودائع المصرفیہ کہا جاتا ہے، اس سے مراد وہ رقم ہے جو کوئی شخص کسی بینک میں بطور امانت رکھوائے، چاہے وہ کسی معین وقت کے لئے رکھوائے یا یہ معاہدہ ہو کہ مالک اپنا پورا یا تھوڑا سرمایہ جب چاہے نکلوا سکتا ہے۔

موجودہ بینکوں میں طریقِ کار یہ ہے کہ جو شخص بھی بینک میں رقم رکھواتا ہے وہ اسی حالت میں بینک میں نہیں رہتی بلکہ دوسری رقموں کے ساتھ مخلوط ہو جاتی ہے، اور پھر وہ بینک اس رقم کو بطور تمویل (Financing) اپنے گاہکوں (Clients) کے حوالے کرتا ہے، اور اس پر ان سے سود یا نفع کا مطالبہ کرتا ہے، یہ رقم بینک کے ضمان (گارنٹی) میں ہوتی ہے، چنانچہ معاہدے کے مطابق بینک کے اوپر انکی واپسی لازم ہوتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ عثمانی، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم، اسلام اور جدید تجارت ومعیشت

۲۔ انصاری، سالم سلام، اسلامی بنکاری

3- Dictionary of Banking P-1

4-Fundamentals of Financial Management, by Ramesh K.S. Rao. Published at Macmillan Bublishing Company, NY. and Collier Macmillan Publishers, London.

۵۔ عثمانی، ڈاکٹر اشرف، اسلامک فنانس، میزان بینک

خلع کی شرعی حیثیت

نسیم اختر
شعبہ قرآن وسنہ، کراچی یونیورسٹی، کراچی

Abstract:

The husband-wife relationship may not ever remain pleasant. The affiliation may sometimes suffer by complexity and problems. Such issues concerning subjected relationship should first be resolved or sorted out via every possible and Islamically permissible tries and means. Contrary to that if such complexity enhanced to the extent that maintenance and keeping each other's rights and respect suffers. And also, the sustained limits of Allah are disobeyed then woman is allowed to ask for redemption in such situation. This is identical as, a man has the right to divorce his wife, according to sharia. Such article is the detailed description of this scenario.

میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات ہمیشہ خوشگوار نہیں رہتے ۔ بعض اوقات ان کے مابین رنجشیں اور الجھنیں بھی پیدا ہوجاتی ہیں جسے اول تو ہر ممکن کوشش کر کے سلجھانا چاہیئے ۔ لیکن اگر یہ تلخیاں اس حد تک بڑھ جائیں کہ حقوقِ زوجین کو برقرار نہ رکھا جاسکے اور قانونِ الٰہی کی پابندی دونوں (میاں بیوی) کے لئے دشوار ہوجائے تو ایسی صورت میں جہاں شریعت مرد کو طلاق دینے کا حق تفویض کرتی ہے وہاں عورت کو خلع لینے کے حق سے محروم نہیں کرتی ۔ یہ مقالہ اسی تناظر میں تحریر کیا گیا ہے''۔

''نباہ نہ ہونے کی صورت میں عورت اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے تو اس کو خلع یا مبارات کہتے ہیں ۔ مرد کو طلاق دینے کا حق ہے تو عورت کو طلاق کے مطالبہ کا اختیار ہے''۔(۱)

اگر جاہلی عرب کو دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ جاہلی عرب میں خواتین کی حیثیت مستحکم نہ تھی ان کے